اُمّتِ مُسلمہ کی دُوہری ذمّہ داری

عالمی رابطۂ ادب اسلامی کی مجلس مذاکرہ منعقدہ حیدر آباد
(۷ تا ۹ اکتوبر ۱۹۸۹ء) کے (جس کا عنوان "تحریک آزادی
و اصلاحِ عوام میں ادب اسلامی کا حصّہ" تھا) اختتامی جلسہ
۹ اکتوبر کی شام کی آخری تقریر، جو ایک مؤقّر اور کثیر مجمع کے
سامنے کی گئی، جس میں نہ صرف حیدر آباد بلکہ ملک کے متعدد
و ممتاز دانشور، اہلِ فکر و اہلِ قلم اور معززین و صاحبِ وجاہت
اصحاب شریک تھے۔

از

مولانا سیّد ابوالحسن علی حسنی ندوی

شائع کردہ

دارِ عرفات رائے بریلی

طبع اول

۱۴۱۰ھ — ۱۹۸۹ء

کتابت ———— ظہیر احمد کاکوروی

طباعت ———— لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس (آفسٹ)

صفحات ———— ۲۴

قیمت ———— چار روپے

باہتمام

محمد غیاث الدین ندوی

ناشر

دارِ عرفات رائے بریلی

ملنے کا پتہ

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمّتِ مُسلمہ کی دُوہری ذمّہ داری

حمد و صلوٰۃ کے بعد

حضرات! ہماری اس مجلس مذاکرہ کا عنوان تھا "تحریک آزادی واصلاح عوام میں ادب اسلامی کا حصّہ" میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ ادب وشاعری سے متعلق اس موضوع کا حق ادا نہیں کرسکا، اس کی تلافی کے لئے آج کی اس مجلس کا افتتاح غزل کے اس شعر سے کرتا ہوں ؎

مکتبِ عشق کا دیکھا یہ نرالا دستور
اس کو چھٹّی نہ ملی جس کو سبق یاد ہوا

میں سمجھتا ہوں کہ یہ شعر دبستانِ محبّت ہی سے متعلق نہیں، بلکہ مذاہبؑ ادیان، اقوام وملل، اصلاحی تحریکات، اخلاقی فلسفوں، آزادی کی جدّوجہد اور تعمیر انسانیت کی تمام کوششوں کی تاریخ بلکہ تقدیر کا فیصلہ اور ایک حقیقت ہے کہ جس کو سبق یاد ہوگیا، دوسروں کے مقابلہ میں اس پر زیادہ ذمّہ داریاں عائد ہوگئیں۔

اُمّتِ اسلامیہ اور سابقہ اُمّتوں کا حقیقت پسندانہ اور بے لاگ جائزہ لیجئے،

اوران کا منصب ومقام معلوم کیجئے، تو یہ حقیقت کھُل کر سامنے آتی ہے کہ جن اُمّتوں اور مِلّتوں کو اللہ تعالےٰ نے اپنے اپنے وقت پر اپنے پیغام کا حامل بنا کر اس دنیا میں مامور فرمایا ان کو دو رشتوں اور رابطوں (اور عام فہم اردو زبان میں) دو مضبوط دھاگوں سے باندھ دیا، ایک وہ دھاگا ہے جو اُن کو آسمانی تعلیمات سے باندھنا اوران کا رشتہ قائم کرنا ہے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ کے ساتھ عبودیت (بندگی) اور اطاعت (فرمانبرداری) کا رشتہ، اس سے زندگی گزارنے کے لئے تعلیمات وہدایت اَخذ کرنے کا رشتہ، دعا واستمداد کا رشتہ، اور اس کو خالقِ کُل ومالکِ مُطلق سمجھنے کا رشتہ۔

دوسرا رشتہ یا دھاگا وہ ہے جو اس اُمت کو بقیہ انسانی آبادی سے مربوط ومنسلک کرتا ہے، قرآن مجید نے اس اُمّت (اسلامیہ) کے لئے "اِخراج" کا لفظ استعمال کیا ہے، جو ایک طرح سے "بعثت" کے مفہوم کے قریب تر ہے لیکن وہ انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے، یہ نیابتِ انبیاء، اتمامِ حُجّت، وسیع وعمومی پیمانہ پر دعوت، اور مخلوق کا خالق کے ساتھ ربط قائم کرنے کا کارِ عظیم ہے، جو نبی ﷺ کی اُمّت کے سُپرد کیا جاتا ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ	تم لوگ بہترین جماعت ہو جو
لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے،
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور

وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ط | بُرائی سے روکتے ہو اور اللہ پر
(سورۂ آل عمران ـ ۱۱۰) | ایمان رکھتے ہو۔

حدیث شریف میں صاف لفظوں میں ایک جگہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضؓ کو خطاب کرتے ہوئے "بُعِثْ" کا لفظ استعمال فرمایا ہے، ارشاد ہے :۔

اِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ | تم آسانی پیدا کرنے کے لئے
وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ۔[1] | مقرر و مبعوث کئے گئے ہو دشواری
| پیدا کرنے کے لئے نہیں۔

جب ایران کے سپہ سالارِ افواج رُستم نے مسلمانوں کے معتمد سفیر حضرت ربعیؓ بن عامر سے سوال کیا: ما الذی جاء بکم؟ (تمھیں کون سا مقصد یہاں لایا ہے؟) تو انھوں نے فرمایا :۔

اللہ ابتعثنا لنخرج | (اگر ہم اپنی مرضی سے آتے
من شاء من عبادۃ | تو کبھی کے آچکے ہوتے) ہم کو تو
العباد إلی عبادۃ | اللہ تعالےٰ نے خاص طور سے
اللہ وحدہ، ومن | بھیجا ہے کہ (جس کے لئے اس کی
ضیق الدنیا إلی | مرضی ہو) ہم اس کو بندوں کی

[1] ترمذی، روایت عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

سعتها، ومن جور الأديان إلى عدل الإسلام[1]۔

بندگی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف لائیں، دنیا کی تنگی سے نکال کر اس کی بے کراں وسعتوں سے آشنا کریں، تحریف شدہ مذاہب عالم کی ناانصافیوں سے نجات دے کر اسلام کے نظامِ عدل سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیں۔

حضرت ربعیؓ بن عامر نے یہ نہیں کہا "من ضيق الدنيا إلى سعة الآخرة" اگر وہ ایسا کہتے تو تعجب کی بات نہ ہوتی، اس لئے کہ اسلام کی ابتدائی تعلیمات میں یہ ہے کہ دنیا و آخرت کی مساحتِ مکانی و مساحتِ زمانی، دونوں کی نعمتوں، لذتوں، عزتوں اور آزادی میں کوئی تناسب نہیں، لیکن انھوں نے ایسی بات کہی جس سے ایرانی قائدِ افواج (جو سلطنت کی دوسرے نمبر کی شخصیت تھی) کے دماغ پر چوٹ لگے اور وہ سوچنے پر مجبور ہو جائے "من ضيق الدنيا إلى سعتها"، ہم تم کو دنیا کی تنگنائی سے نکال کر اس کی وسعتوں میں لے جانے کے لئے آئے ہیں، اس لئے کہ

---

[1] البداية والنهاية لابن كثير۔

تم حقیقت میں ایک قفسِ زرّیں کے اسیر ہو، تم ایک ایسے بلبل ہو جس کو سونے کے پنجڑے میں رکھ دیا گیا ہے اور جس کو راتب کی شکل میں دانا پانی دیا جاتا ہے، ہم اس لئے آئے ہیں کہ تم کو ان تنگیوں سے نکال کر لامحدود فضاؤں اور حقیقی آزادیوں سے آشنا کریں، اور مذاہب کی ناانصافیوں سے نکال کر اسلامی عدل وانصاف سے تم کو متعارف و مُستفید ہوتے کا موقع دیں، ہم اپنے حال پر ترس کھاکر جزیرۃُ العرب سے نہیں نکلے کہ باہر کی دنیا جو مزے لوٹ رہی ہے ہم بھی اس میں اپنا حصہ لگائیں، ہم تمھارے حال پر ترس کھاکر نکلے ہیں کہ تم کو اس پنجڑہ سے، تعیُّشات وعادات کی غلامی سے، خودساختہ پابندیوں کے جال اور خدم وحشم کی محتاجی سے نکال کر خدائے واحد کی معرفت وطلب کے لیے حدود وثغور عالم میں پہونچائیں، اور حقیقی آزادی سے لُطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کریں۔

حضرات! یہی دو رشتے اور رابطے تھے جو دینی اُمّتوں کو عطا ہوئے تھے، ایک رشتہ تھا جو آسمانی تعلیمات سے مربوط کرتا تھا، خالقِ کائنات سے مربوط کرتا تھا، ایسی جگہ سے اس کو باندھتا تھا، جہاں سے شریعت آتی ہے، احکام ملتے ہیں، اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ توحید کیا ہے، شرک کیا ہے؟ کیا کفر ہے کیا ایمان ہے؟ جنّت کی طرف کون سا راستہ لے جاتا ہے اور جہنم کی طرف کون سا، اور ایک وہ دھاگا ہے جو انسانوں کو

انسانوں سے، ایک اُمّت کو دنیا کے تمام انسانوں بلکہ تقدیرِ انسانی سے وابستہ کرتا ہے، اور اقوامِ عالم کے حال و مستقبل پر اثر انداز ہوتا ہے، اور اقوام و ملل کے صحیح طور پر زندگی گزارنے کی ذمّہ داری سُپرد کرتا ہے۔

اب میں واقعات و حقائق، تجربہ و مشاہدہ، ماضی و حال کی تاریخ کی روشنی، طویل سیاحتوں اور سفروں اور تقابلی مطالعہ کی روشنی میں اس تلخ حقیقت کا (قدرے معذرت لیکن وثوق و اعتماد کے ساتھ) اظہار کرتا ہوں کہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت جتنی مذہبی اُمتیں اور قومیں اور قدیم آسمانی مذاہب ہیں ان سب کا دھاگا آسمانی تعلیمات سے تقریباً ٹوٹ چکا ہے، اور اگر ہے بھی تو برائے نام ہے، اگر اس کو حرکت دی جائے یعنی مذہب کے نام سے اپیل کی جائے اور اس کا حوالہ دے کر اصرار سے کوئی بات کہی جائے تو اِس کا اندیشہ ہے کہ وہ رہا سہا دھاگا بھی ٹوٹ جائے جس کا ان کو دعویٰ ہے، صرف ایک اُمت ہے، جس کا دھاگا اس وقت تک آسمانی تعلیمات سے مضبوط اور بندھا ہوا ہے، اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا، وہ صرف اُمّتِ مُسلمہ ہے، یہ اُمّت اپنی ساری کمزوریوں کے ساتھ اب بھی شریعت کا احترام کرتی ہے، اس کے دل میں اب بھی اللہ کے نام کا ادب، اس کی عظمت، اور اس کے رسول ؐ سے محبت ہے، اب بھی یہ اُمّت اس آسمانی کتاب کو سینہ سے لگائے ہوئے

ہے، جو آخری پیغمبر کے ذریعہ اس کو ملی ہے، یہ اُمت ہے جس کے لئے سب سے زیادہ سحر انگیز، سب سے زیادہ پُرکشش، سب سے زیادہ اس کے اعصاب پر، دل و دماغ پر اثر انداز ہونے والی چیز خدا کا نام ہے، آج بھی اس گئی گزری حالت میں روئے زمین پر صرف اُمّتِ مسلمہ ہے جس کو صرف خدا کے نام پر بلایا جاسکتا ہے، جس کو خدا کے نام پر جگایا جاسکتا ہے، جس کو خدا کے نام پر اٹھایا جاسکتا ہے، جس کو خدا کے نام پر میدان کارزار میں لایا جاسکتا ہے، آج بھی اس کے لئے خدا کا نام وہ اثر رکھتا ہے، جو کسی چیز میں نہیں ہے، دنیا کی وہ ساری قومیں، اور ملّتیں جن کو دنیا کا مُحتسب بنایا گیا تھا، جن کے ذمہ نسلِ انسانی کی صلاح و فلاح کی ذمہ داری عائد کی گئی تھی، اور جن مذہبی پیشواؤں اور عالموں کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ قافلۂ انسانی کو منزل سے ہٹنے اور بھٹکنے نہ دیں، ان سب کا رشتہ آسمانی تعلیمات سے تقریباً ٹوٹ چکا ہے، اور برائے نام رشتہ ہے بھی تو وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں محاذ آرائی کے لئے ہے، ایسے موقع پر وہ قومیں مذہب کا نام استعمال کرتی ہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ آسمانی مذہب کی گرفت ڈھیلی ہی نہیں پڑی، بلکہ بالکل چھوٹ چکی ہے، ان قوموں کا معاملہ تو یہ ہے کہ جب تک آپ ان مذاہب کے ذریعہ

ان کی مرغوبات کو نہ چھڑائیے، آپ ان مذاہب کو ان کے امتحان کا ذریعہ نہ بنائیے، آپ ان مذاہب کو اپنے طریق زندگی کو بدلنے، اپنے تہذیب و تمدّن کو تبدیل کرنے اور مرغوبات چھڑانے کی دعوت نہ دیجئے، اس وقت تک وہ قومیں اپنے اپنے مذہب کی پیرو ہیں، لیکن اگر آپ ان کو ان کے مرغوبات و منافع سے دست بردار ہونے کے لئے ان کو مذہب کی دُہائی دیں گے اور مذہب کا نام لیں گے تو وہ مذہب سے قریب ہونے کے بجائے اور دور ہو جائیں گی، بلکہ اس بات کا امکان ہے کہ وہ مذہب سے باغی ہو جائیں، مذاہب کی گرفت ان انسانوں کے دل و دماغ سے چھوٹ ہی نہیں ٹوٹ چکی ہے۔

اب صرف ایک اُمّت باقی ہے جس کا رشتہ کسی نہ کسی طرح حق کے ساتھ قائم اور آسمانی کتاب سے باقی ہے، حلال وحرام کے درمیان فرق کا اس کو احساس و اقرار ہے، ایمان بالآخرۃ اس میں کسی نہ کسی درجہ میں موجود ہے، اس کو آج بھی جہنم کے نام سے ڈرایا جا سکتا ہے آخرت، جنّت اور جہنم کا نام لے کر قدیم مذاہب میں سے کسی کو متحرک کر کے دیکھ لیجئے، آپ اس کو متاثر کیا متوجّہ بھی نہیں کر سکتے، آپ اگر ان کے سامنے جنت کی تمام نعمتوں اور لذّتوں کو کھول کر بیان کر دیجئے تو آپ ان کے چہرہ اور پیشانی پر خوشی و مسرت کی ہلکی سے ہلکی لکیر یا سایہ بھی

نہیں دیکھیں گے، اگر آپ ان کے سامنے جہنّم اور عذاب کی دھمکیوں کا ذکر کریں تو ان کے چہرہ پر ایک شکن بھی نمودار نہیں ہوگی، آنکھوں میں آنسو کا قطرہ تو بڑی چیز ہے، پسینہ کا ایک قطرہ بھی ان کے بدن پر دکھائی نہ دے گا۔

دوسری طرف یہ حقیقت ہے کہ دوسری قوموں کا رشتہ آسمانی تعلیمات کے علاوہ نسلِ انسانی اور دنیا کے حال و مستقبل سے بھی ٹوٹ چکا ہے، صرف سیاسی و معاشی فوائد ہی ان کی زندگی میں اہمیت و معنویّت رکھتے ہیں، اور وہی اُن کو اُن سے مربوط رکھے ہوئے ہیں، صرف اقتدار اور سیاسی قوت و مرکزیت یا معاشی فراغت و رفاہیت ہی اُن کی زندگی کے لغت (DICTIONARY) میں ایک با معنی لفظ اور ایک مفہوم حقیقت ہے، اُن کو اس سے کوئی مطلب نہیں کہ نسل انسانی کس طرف جا رہی ہے، دوزخ کی طرف جا رہی ہے یا جنت کی طرف، وہ خود پرستی و خود فراموشی، خودکشی و خودسوزی، انسان کُشی و آدم خوری کی طرف جا رہی ہے، یا انسان دوستی، امن پروری اور خیرسگالی کی طرف؟ "ہدایت" و "ضلالت" کے الفاظ جن کو آسمانی صحیفوں اور مذاہب نے فیصلہ کُن حقیقتوں کی طرح استعمال کیا ہے، اور ان پر اپنی تعلیمات اور وعدوں کی بنیاد رکھی ہے، اِن قوموں کے لئے بے معنی ہو کر رہ گئے ہیں، آج ان قوموں کا حال یہ ہے کہ آپ دنیا کی

خدا فراموشی کا حوالہ دے کر، بلکہ خدا سے بغاوت کا حوالہ دے کر اور اس کی مثالیں اور اس کے دل خراش اور لرزہ خیز مناظر دکھا کر متاثر نہیں کر سکتے، آپ یورپ جائیے اور ان سے کہئے کہ وھسکی (WHISKY) اور بیئر (BEER) کی قیمت بڑھ گئی ہے، بلکہ نیند کی فلاں دوا کی قیمت بڑھ گئی ہے[1]، تو یقین مانیے کہ ان کے نزدیک اس کی کہیں زیادہ اہمیت ہے، بہ نسبت اس بات کے کہ آپ ان سے کہیں کہ آپ کے ملک میں فسق و فجور بہت پھیل گیا ہے، لوگ خدا کو بھولتے جا رہے ہیں، تعیّش اور جائز و ناجائز طریقہ پر لذّت اندوزی اور مطلب برآری عام ہو رہی ہے، ان پر ان باتوں کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا، آج یورپ کا حال یہ ہے کہ خدا کو ناراض کرنے والے عمل، خدا کے عذاب کو دعوت دینے والے عمل، بلکہ نسلِ انسانی پر عذاب الٰہی نازل کرنے والے عمل کی کوئی اہمیّت نہیں، درآمد برآمد (IMPORT AND EXPORT) کی رفتار و کیفیت اور اس کی ترقی و تنزّلی سے امریکہ، روس، برطانیہ، جرمنی، فرانس کو دلچسپی ہے، ملک کی آمدنی میں اضافہ و کمی سے ان پر اثر ہوتا ہے، لیکن اگر آپ ان سے کہیں کہ گناہ بڑھ رہے ہیں، ظلم و جارحیّت

---

[1] مغرب میں معاشی بحران و مقابلہ، اور ذہنی پریشانی کی وجہ سے خواب آور دواؤں کا بڑا استعمال ہے۔

میں اضافہ ہو رہا ہے، تو یہ بات اُن کے لئے بالکل ناقابلِ التفات ہے،
اگر آپ ان سے کہیں اے علم وادب اور ذرائع ابلاغ کے ذمہ دارو!
اے شاعرو اور ادیبو! اے یورپ کے اہلِ قلم! بڑے ڈرنے کا مقام
ہے کہ دنیا ہلاکت و بربادی کی طرف جارہی ہے، دنیا میں ظلم وستم
عام ہو رہا ہے، سود کا جال پھیلتا جارہا ہے، دنیا محض تجارت کی
ایک منڈی بن گئی ہے، جس میں صرف خریدار و گاہک کا وجود ہے،
تو اس کی ہزار درجہ میں بھی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ ہوگی۔

اب صرف ایک اُمّت رہ گئی ہے، جس کے نزدیک خالق ومخلوق
اور ان کے باہمی ربط کے معنی باقی ہیں، اور ساری زندگی، (عقائد و
اعمال، باہمی تعلقات و اخلاقیات، اور اقتصادیات وسیاست
میں) اس کے تابع ہے، علّامہ اقبالؔ نے ابلیس کے حوالہ سے ایک
بہت بڑی عالمی حقیقت کا اظہار کیا ہے جو اس نے ابلیسی مجلسِ شوریٰ
کی صدارت کرتے ہوئے اپنے مُشیروں سے کہی تھی اس نے اس اُمّت کی
خصوصیت بیان کرتے ہوئے کہا ؎

ہر نَفَس ڈرتا ہوں اس اُمّت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتسابِ کائنات

احتسابِ کائنات کا فریضہ اس اُمّت کے ذمہ کیا گیا ہے، دنیا

کس طرف جا رہی ہے، کیا رجحانات کام کر رہے ہیں؟ اس کی فکر اسی اُمّت کو ہونی چاہیئے، یہ دین ان اصولوں اور تعلیمات پر مبنی ہے، اور اس شریعت پر مشتمل ہے جو ابلیسی نظام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اور "سدِّ سکندری" ہے۔

صدر مجلسِ ابلیسی اس دینِ محمدی و شرع اسلامی کی ان خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے (جو اس کے لئے چیلنج کا درجہ رکھتے ہیں) کہتا ہے ؎

الحذر آئینِ پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں

موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لئے
نے کوئی فغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمیں

حضرات! ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیئے، اور جیسا کہ میں نے اس مجلس مذاکرہ[1] کے خطبۂ صدارت میں کہا تھا کہ ہمارا کام ابھی ختم نہیں ہوا، ہم نے اس سے پہلے آزادیٔ ملک کے لئے سرفروشانہ و مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے، اب ہمیں اس ملک میں مصلحانہ و مفکرانہ ذمہ داریوں کو ادا کرنا چاہیئے، ہم خدا کے یہاں مسئول ہیں، میں آپ سے

---

[1] مجلس مذاکرہ رابطۂ ادب اسلامی عالمی کے اجلاس منعقدہ ۷ر اکتوبر ۱۹۸۹ء شہر حیدرآباد۔

صاف کہتا ہوں کہ اگر ہم بھی دنیا کی موجودہ قوموں کی طرح زندگی گزارتے رہے، اور کھانے پینے اور معاشی و سیاسی مفادات، اور صرف اپنے اور اپنے خاندانوں کی پرورش میں منہمک رہے تو یاد رکھئے کہ اللہ کے رسول ؐ کا دست مبارک ہوگا اور ہمارا گریبان، ہم سے دریافت کیا جائے گا کہ تمہاری موجودگی میں ملک میں کیوں خون خرابہ ہو رہا تھا، کیوں شراب خانے عام ہو رہے تھے، دنیا میں انسانی حقوق غصب کئے جارہے تھے، قوموں کو غلام بنایا جا رہا تھا، انسانی جان و مال اور عزّت و آبرو کی کوئی قیمت نہیں تھی، تمہارے ہوتے ہوئے خدا کے احکام سے کُھلی ہوئی سرتابی کیسے کی جا رہی تھی، تمہاری موجودگی میں یہ بہیمانہ و حیوانی تمدّن کیسے فروغ پا رہا اور پھل پھول رہا تھا، اور خدا فراموشی سکھا رہا تھا، تمہاری موجودگی میں یہ فُحش ادب کیسے گھر گھر پھیل رہا تھا، اور بے حیائی کی کھلی ہوئی تلقین کر رہا تھا۔

میں صاف کہتا ہوں کہ آپ اپنی ساری کمزوریوں اور مشکلات و مسائل کے ساتھ اس ملک کو تباہی سے بچانے کی اب بھی صلاحیت رکھتے ہیں، دنیا کے فلاسفرس، دانشوروں، نکتہ آفریں و سحر انگیز ادیبوں اور اہلِ قلم کا میں احترام کرتا ہوں کہ میں خود علمی دنیا کا آدمی ہوں، لیکن اس احترام کے باوجود میں کہتا ہوں کہ یہ سب قابلِ احترام

عناصر، گروہ و اشخاص، اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے ہیں، اور کسی کو ملک و معاشرہ کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں، رحمۃ للعالمین کی امّت کی موجودگی میں اس ملک میں جہیز کے نام پر بے گناہ و بے زبان لڑکیوں کو جلایا جائے، زبان کے مسئلہ پر ٹرینوں سے بے قصور و ناواقف مسافروں کو پکڑ پکڑ کر مارا جائے، اس ملک میں محض خیالی مفروضات پر یا مشکوک تاریخی واقعات پر امن و امان کو تباہ کیا جائے، اس ملک میں بجائے اس کے کہ امن و امان ہو، بجائے اس کے کہ انسان انسان کو دیکھ کر خوش ہو، انسان کے اندر انسان کو دیکھ کر نفرت کا جذبہ پیدا ہو، میں نے ناگپور کی ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ "آپ اس ملک کے متعلق کیا رائے قائم کیجئے گا، جہاں انسان اپنے معصوم بچوں کو دیکھ کر خوش نہ ہو، ان معصوم اور شگفتہ کلیوں کو دیکھ کر بجائے بشاشت کے اس کے چہرہ پر فکر و پریشانی کی پرچھائیں اور سائے نظر آئیں، اور وہ جب گھر سے نکلے تو یہ سوچ کر نکلے کہ معلوم نہیں کب ہسٹریا اور فرقہ وارانہ جنون کی ایک لہر آئے اور جنون کا ایسا دورہ پڑے کہ ان معصوم کلیوں اور مسکراتے پھولوں کو مسل کر رکھ دے" اور کیا فرقہ وارانہ فسادات میں ایسا نہیں ہوا؟

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری شب میں اپنے مالک

وخالق سے جو باتیں کرتے تھے، اور جن حقیقتوں کی گواہی دیتے اور اقرار فرماتے تھے، ان میں ایک جملہ یہ بھی سنا گیا کہ "أنا شهيدٌ إنّ العباد كلهم إخوة[1]" (میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب بندے بھائی بھائی ہیں) آپ تمام مخلوق میں تنہا اس بات پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ سارے انسان خدا کی مخلوق، سب خدا کے بندے اور ایک ہی انسانی کنبہ ہیں، پھر اس ملک کو ڈوبنے سے بچانے کی ذمہ داری سب سے زیادہ کس کے سر ہے؟ یہ خدا کی نعمت کی ناشکری ہے کہ آپ کے ہوتے ہوئے ملک پر کسی شکل میں عذاب آئے، زن سوزی، خود سوزی کی شکل میں عذاب آئے، اور انسان کو مارنے، اور پیسے کی حد سے بڑھی ہوئی محبت کی شکل میں عذاب آئے، سب کو یقین ہو کہ پیسے سے ہر کام کرایا جا سکتا ہے، آج ملک کا کیا حال ہو گیا ہے؟ دفاتر میں، بسوں میں، ٹرینوں میں، بے تکلّف مجلسوں میں، ہر جگہ روزمرّہ حقیقت کے طور پر بے تکلف کہا جاتا ہے کہ پیسہ میں سب کچھ قوت ہے اس سے ہر صحیح و غلط کام کرایا جا سکتا ہے۔

کیا اُمتِ مسلمہ کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ یہ بتائے کہ نہیں ایک ہستی ایسی بھی ہے، جس کو ساری سلطنتیں مل کر بھی خرید نہیں سکتیں، اور واقعی

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

ایسا ہوا ہے، اپنے زمانہ کے سب سے بڑے حکمراں عبّاسی خلیفہ منصور کے پاس ابنِ طاؤس بیٹھے ہوئے تھے، دوات اُن کے پاس رکھی ہوئی تھی اُن سے خلیفہ نے کہا کہ ذرا دوات اٹھا دیجئے! ابن طاؤس نے اٹھانے سے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ مجھے اس بات کا اطمینان نہیں کہ آپ اس سے کیا لکھیں؟ اس لئے اس خطرناک اور مبہم کام میں آپ کا مددگار نہیں بن سکتا۔[1]

حدیث شریف میں آتا ہے:۔

أفضل الجهاد كلمة حقٍ	سب سے بڑا جہاد صاحبِ
عند سلطان جائر۔	اقتدار کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔

آج صحافت (PRESS) نے سلطان جائر کی حیثیت اختیار کرلی ہے، اور اُس کو (HIS EXCELLENCY) بھی کہا جاتا ہے، آج سیاست کے میدان نے، الیکشن کے طریقِ کار نے، جمہوریت نے، "سلطانِ جائر" کی حیثیت اختیار کرلی ہے، اُن کے سامنے کلمۂ حق کہنے والے کتنے ہیں؟ آپ یاد رکھئے طرزِ عمل کا بڑا اثر ہوتا ہے، سارا انڈونیشیا، اور ملیشیا مسلمان تاجروں اور بے لوث داعیانِ دین کے خلوص وکردار اور طرزِ عمل سے مسلمان ہوگیا، انھوں نے ایک نیا تجربہ کیا کہ مسلمان تاجر دیانتدار ہوتا ہے، کوئی شخص اس کی

---

[1] العقد الفريد (ابن عبد ربّہ) حصۂ اول۔

دوکان سے سامان خرید کرلے گیا، وہ تاجر خریدار کو ڈھونڈتا اور تلاش کرتا پھرتا ہے اور اس کو بتاتا ہے کہ میرے فلاں سامان میں فلاں خرابی تھی، وہ سامان واپس کرکے اپنی قیمت لے لیجئے، تاریخ بتاتی ہے کہ ایک بھی مسلمان سپاہی وہاں نہیں گیا، سپاہیوں اور فوجی خدمت کرنے والوں کا حال یہ تھا جن کے متعلق حالی کا یہ کہنا برمحل ہوگا کہ۔ ع

سزاوار ہے اُن کو جو نا سزا ہے

کہ جب ایران کا عظیم الشان ملک فتح ہو رہا تھا اور وہاں کے خزانے مسلمانوں کے قبضہ میں آرہے تھے، تو ایک غریب مسلمان کے ہاتھ شہنشاہ کسریٰ کا تاج لگ گیا جس کی قیمت اس وقت لاکھوں روپے تھی، آج کے حساب سے تو کئی ارب روپئے اس کی قیمت لگے گی، وہ مسلمان سپاہی جس نے شاید صبح کا ناشتہ بھی نہ کیا ہوگا، اس کو اپنے دامن میں چھپا کر قائد لشکر حضرت سعد بن ابی وقّاص کے پاس لے گیا، اور اُن کے سپرد کردیا، اُن کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں کہ ایسے لوگ بھی دنیا میں پائے جاتے ہیں، جو لاکھوں کی مالیت کو ہاتھ نہیں لگاتے، اگر یہ چھپا کر گھر لے جاتا تو کون پوچھتا اور کس کو معلوم ہوتا؟ امیر لشکر نے نام پوچھا تو اس نے کہا کہ "میں نے جس کے لئے یہ کام کیا وہ میرا نام جانتا ہے" اور سلام کرکے رخصت ہوا، اس کے پیچھے ایک آدمی بھیجا جاتا ہے کہ وہ کس قبیلہ کے خیمہ میں جاتا ہے، تب جاکر معلوم ہوتا ہے کہ

وہ کون اور کس قبیلہ کا آدمی تھا، اگر دفاتر میں ہیں تو، کارخانوں میں ہیں تو، بازاروں میں ہیں تو، آپ اپنا امتیاز ثابت کیجئے:۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ	اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے
تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ	ڈرتے رہو گے تو وہ تمھیں ایک
فُرْقَانًا وَّیُكَفِّرْ عَنْكُمْ	فیصلہ کی چیز دے دے گا
سَیِّاٰتِكُمْ۔	اور تمھارے گناہ دور
(سورۂ انفال۔ ۲۹)	کر دے گا۔

تم اگر اللہ سے شرم و لحاظ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک امتیازی نشان عطا فرمائے گا، ایک نور عطا فرمائے گا جو آگے آگے چلے گا اور بتائے گا کہ یہ مسلمان جا رہا ہے، انگلیاں اٹھیں گی کہ یہ مسلمان جا رہا ہے، آج برملا یہ کیوں نہیں کہا جا رہا ہے کہ انصاف دوستی، انصاف پسندی، اور ہمدردی دیکھنا ہو تو کسی مسلمان کو دیکھو، وہ غریبوں کی مدد کر رہا ہے، یتیموں کو سہارا دے رہا ہے، بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری کر رہا ہے، راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کر رہا ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ آپ کے تصوّر کے ساتھ اخلاق کا تصوّر آئے، خدا کے خوف کا تصوّر آئے، شرافت اور اخلاقی بلندی کا تصوّر آئے، حُبّ الوطنی اور انسان دوستی کا تصوّر آئے، اور آپ کے ہوتے وہ کشتی جس پر آپ خود سوار ہیں، اور ملک

ہی کا نہیں آپ کا صدیوں کا تہذیبی، علمی، ثقافتی، دعوتی اور تاریخی بیش قیمت سرمایہ ہے جس پر بہترین ذہانتیں، انسانی توانائیاں، اور خلوص و صداقت اور اخلاق و روحانیت کا جوہر صرف ہوا ہے، رکھا ہوا ہے، وہ ڈوبنے نہ پائے۔

یہی نہیں بلکہ اس عہد میں اور خدا کی وسیع دنیا میں اور دور و قریب ممالک میں (جہاں آپ کے دینی بھائی کسی تعداد میں رہتے ہیں، یا آپ وہاں اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں) سچی خداپرستی، انسان دوستی، ہدایتِ خلق اور دعوت الی اللہ کی آواز بلند ہوتی رہے، اور دنیا اس ازلی و ابدی سبق کو جس کو اس کے پیغمبر اپنے اپنے وقت میں اور آخر میں اس کے آخری پیغمبر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے لے کر آئے اور اُن کی اُمّت کے داعی اور اُن کے نائب اپنی اپنی طاقت کے مطابق پہنچاتے رہے، یکسر فراموش نہ ہونے پائے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً	اور اسی طرح ہم نے تمھیں
وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ	بنا دیا ایک اُمّتِ عادل
عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ	تاکہ تم گواہ رہو لوگوں پر
الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔	اور رسول گواہ رہیں
(سورۃ البقرہ ــ ۱۴۳)	تم پر۔

یہ ہے اُمّتِ مسلمہ کی دوہری ذمہ داری، جس کو ادا کرنا اور اس سے عہدہ برآ ہونا، اس کا دینی، انسانی اور اخلاقی فرض ہے، اور جس کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

اصلاحیات مولانا ابوالحسن علی ندوی :

• قرآن کا مطالبہ۔ مکمل اطاعت و سپردگی۔

مسجد جوہرہ۔ جدّہ کی وہ اہم تقریر جو ۲۷ر نومبر ۱۹۸۸ء میں کی گئی تھی۔

• انسانیت کے محسنِ اعظم ؐ۔ اور شریف و متمدّن دنیا کا اخلاقی فرض ←

وہ اہم مقالہ جو ۲۲ر اگست ۱۹۸۹ء کو اسلامک اسٹیڈیز سنٹر آکسفورڈ یونیورسٹی انگلینڈ میں پڑھا گیا اور ۲۶ر اگست کو لندن کے بین الاقوامی اسلامک سنٹر پارک روڈ میں مختلف ملکوں اور زبانوں سے تعلق رکھنے والے ایک عظیم مجمع کے سامنے عربی، اردو تقریروں اور تشریح و ترجمانی کے ساتھ پیش کیا گیا۔

• حرمین شریفین اور جزیرۃ العرب کے بیرونی مقیمین کی ذمّہ داریاں اور اہلِ وطن کے حقوق۔ ۳ر اپریل ۱۹۸۶ء کو جدّہ میں ہندوستانی و پاکستانی احباب کے ایک عظیم مجمع میں کی گئی ایک اہم تقریر۔

نوٹ۔ قیمتیں حسبِ ذیل پتہ پر خط لکھ کر معلوم کیجئے یا ہماری تازہ فہرست میں دیکھئے۔

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پکس پوسٹ ۱۱۹ لکھنؤ

(ندوۃ العلماء)

اصلاحیات مولانا ابوالحسن علی ندوی:

• اسلامی بیداری کی لہر پر ایک نظر۔ بے لاگ جائزہ۔ مُخلصانہ مشورہ

ابوظبی (متحدہ عرب امارات) میں قائم ثقافتی مرکز کے عظیم الشّان ہال میں ۲۹ نومبر ۱۹۸۶ء کو "اسلامی بیداری کے رہنما اصول" کے موضوع پر کی گئی اہم تقریر۔

• تُرکی کی مُجاہد ملّتِ اسلامی۔ ماضی کے درخشاں کارناموں اور حال و مستقبل کے اندیشوں اور خطرات کے درمیان، تاریخی جائزہ و مطالعہ، مؤثر خانہ وغیر جانب دارانہ نتائج۔ اور مُخلصانہ مشوروں اور آگاہیوں کے ساتھ۔

(استنبول ترکی۔ میں اگست ۱۹۸۹ء کو کی گئی ایک اہم تقریر)

• تحریک آزادی اور اصلاحِ عوام میں ادبِ اسلامی کا حصّہ

جس میں جہاد آزادی کے سلسلہ میں بعض اہم اور نئے پہلوؤں اور تاریخی۔ حقائق و واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے (وہ خطبۂ صدارت جو، ۷ اکتوبر ۸۹ء کو حیدرآباد میں پڑھا گیا۔)

• اُمّتِ مسلمہ کی دوہری ذمّہ داری۔

۹ اکتوبر ۸۹ء کو حیدرآباد میں کی گئی ایک اہم تقریر۔

نوٹ۔ قیمتیں حسب ذیل پتہ پر خط لکھ کر معلوم کیجئے یا ہماری تازہ فہرست کتب میں ملاحظہ کیجئے

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ **لکھنؤ**

(ندوۃ العلماء)